Medicine & Metaphysics

طب اور مابعد الطبعیات

بسم الله حامدا و مصلیا

Medicine کہتے ہیں اس فن کو جس کے ذریعہ انسانی جسم کی صحت کی بقاء اور بحالی کا کام لیا جاتا ہے۔ The art of preserving and restoring the health پھر طب کا موضوع اب بہت وسیع ہو گیا ہے اور اس کی بہت سی شاخیں بن گئی ہیں لیکن کیا انسان صرف جسم کا نام ہے؟ ایسا نہیں ہے بلکہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک طبعی (Physical) یعنی جسم اور ایک مابعد الطبعی (Metaphysical) یعنی روح۔

اب ہم انسانی روح سے متعلق کچھ تفصیل ذکر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس سے Medicine کے کون سے مسائل وابستہ ہیں۔

روح کی حقیقت

قرآن پاک میں ہے۔

وَيَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (سورہ بنی اسرائیل: 85)

یہ (یہودی) لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ جواب میں یہ فرما دیجئے کہ روح (کے متعلق اس وقت اجمالی طور پر بس اتنا جان لو کہ وہ) ایک چیز ہے جو میرے رب کے حکم سے بنی ہے۔

قرآن و حدیث میں مزید غور و فکر سے روح کے متعلق جو تفصیل سامنے آتی ہے وہ یہ ہے۔

کائنات کی ہر ہر چیز میں اس کے مناسب شان روح ہوتی ہے

قرآن پاک میں ہے

وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ. (سورہ بنی اسرائیل: 44)

ہر ہر چیز اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ تسبیح حالی نہیں ہے بلکہ قولی ہے کیونکہ تسبیح حالی کو تو لوگ سمجھ ہی لیتے ہیں۔ اور جو تسبیح وتحمید قولی ہو اس کے لئے تسبیح وتحمید کرنے والے میں کسی قدر شعور کا ہونا ناگزیر ہے اور ذی شعور حقیقت روح ہوتی ہے۔ تو اس آیت کی رو سے عالم کی ہر شے میں روح ہوتی ہے خواہ وہ شے ظاہری اعتبار سے ذی حیات ہو یا نہ ہو۔

مثلاً پتھروں کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا

اِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ (سورہ بقرہ: 74)

ان پتھروں میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔

چیونٹیوں کے بارے میں فرمایا:

حَتّٰی اِذَا اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ. (سورہ نمل: 18)

یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر جب وہ پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ کہیں بے خبری میں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر تمہیں پیس نہ ڈالے۔

ہدہد کے بارے میں ہے:

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُکَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِکُهُمْ وَ اُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُوْنَ. (سورہ نمل 24-22)

ہدہد نے کہا میں ایک ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جس کا آپ کو کچھ علم نہیں اور میں ملک سبا سے آپ کے پاس ایک تحقیقی خبر لے کر آیا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو پایا جو سبا والوں پر حکومت کرتی ہے اور اس کو ہر چیز ملی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے۔ میں نے اس ملکہ کو اور اس کی قوم کو پایا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال کو ان کے لئے مزین کر دیا اور ان کو روک دیا سیدھی راہ سے سو وہ سیدھی راہ نہیں پاتے۔

انسانوں کی ارواح پہلے سے موجود ہیں

قرآن پاک میں ہے

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَاَشْھَدَ ھُمْ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی (سورہ اعراف: 172)

اور جب آپ کے رب نے (عالم ارواح میں آدم علیہ السلام کی پشت سے تو خود ان کی اولاد کو اور) اولاد آدم کی پشت سے (سلسلہ بسلسلہ) ان کی اولاد (کی ارواح) کو (چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کے قالب میں) نکالا اور چونکہ ارواح شعور رکھتی ہیں اس لئے ان کو سمجھ عطا کر کے) ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے (اس عقل خداداد سے اصل حقیقت کو سمجھ کر) جواب دیا کہ کیوں نہیں (واقعی آپ ہی ہمارے رب ہیں)۔

ارواح کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیدا کردہ نور سے بنایا ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْأَنْصَارِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِأَبِیْ أَنْتَ وَ أُمِّیْ أَخْبِرْنِیْ عَنْ أَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَبْلَ الْأَشْیَاءِ قَالَ یَا جَابِرُ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِهٖ فَجَعَلَ ذٰلِکَ النُّوْرُ یَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَیْثُ شَاءَ اللّٰهُ وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَکٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا أَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنِّیٌّ وَلَا إِنْسِیٌّ فَلَمَّا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَّمَ ذٰلِکَ النُّوْرَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ الْقَلَمَ وَمِنَ الثَّانِی اللَّوْحَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَّمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِی الْکُرْسِیَّ وَمِنَ الثَّالِثِ بَقِیَّةَ الْمَلَائِکَةِ ثُمَّ قَسَّمَ

الـرَّابِـع أَرْبَـعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ السَّـمَـاوَاتِ وَ مِـنَ الثَّانِي الْأَرْضِيْنَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ...... (عبدالرزاق)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھے یہ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر اشیاء کی تخلیق سے پہلے سب سے پہلی چیز کیا پیدا کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے دیگر اشیاء کی تخلیق سے پہلے اپنے (علم میں موجود خزانہ) نور سے تمہارے نبی (کی روح اور تمام مخلوقات کی ارواح) کا (مادہ ایک) نور پیدا کیا (اور چونکہ وہ جز وجس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ کی تخلیق کی گئی اس مادہ میں مرکزہ کی حیثیت رکھتا تھا اس لئے پورے مادہ نور کی نسبت شرافت کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی۔) وہ (مادہ) نور اللہ کی قدرت سے جہاں اللہ نے چاہا گردش کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح محفوظ تھی۔ نہ قلم تھا نہ جنت تھی نہ دوزخ تھی نہ آسمان تھا نہ زمین تھی نہ سورج تھا نہ چاند تھا اور نہ کوئی جن تھا نہ کوئی انسان تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق (کی ارواح) کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا (یعنی جب اللہ تعالیٰ کے ازلی علم وارادہ میں ارواح کی پیدائش کا جو وقت تھا وہ ہوا) تو اس نور کے چار حصے کئے۔ پہلے حصہ سے قلم (کی روح) کو دوسرے سے لوح (محفوظ کی روح) کو اور تیسرے سے عرش (کی روح) کو پیدا کیا اور چوتھے حصہ کے آگے چار جزو کئے۔ ان میں سے پہلے جزو سے حاملین عرش (کی ارواح) کو دوسرے سے کرسی (کی روح) کو تیسرے سے باقی فرشتوں (کی ارواح) کو پیدا کیا اور چوتھے جزو کے پھر چار ٹکڑے کئے۔ ان میں سے پہلے ٹکڑے سے آسمانوں (کی ارواح) کو دوسرے سے زمینوں (کی ارواح) کو تیسرے سے جنت و دوزخ کی ارواح کو پیدا کیا......

انسانی روح جسمانی حیات (Life) سے علیحدہ چیز ہے

جب جنین کی عمر ایک سو بیس دن یعنی چار ماہ کی ہو جاتی ہے اس وقت اس میں روح ڈالی جاتی ہے حالانکہ جنین میں حیات (Life) تو شروع دن سے ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس میں نشوونما کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ ...... يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا کہ تم میں سے ہر ایک کی ابتدائی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں کی جاتی ہے (چالیس چالیس دن کے تین مراحل میں) چالیس دن مرحلہ نطفہ میں پھر اتنی مدت مرحلہ علقہ میں اور پھر اتنی ہی مدت مرحلہ مضغہ میں پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔

مسئلہ: جنین میں روح پھونکے جانے سے پہلے صرف سائنسی حیات ہوتی ہے لیکن چار ماہ پورے ہونے پر جب اس میں روح ڈال دی جاتی ہے تو وہ پھر انسان کی موت تک قائم رہتی ہے۔

چار ماہ سے پہلے جنین کی موت کا مطلب ہے اس کی حیات کا منقطع ہو جانا اور چار ماہ کے بعد موت دو چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے (1) حیات کا منقطع ہونا اور (2) روح کا جسم سے بالکلیہ جدا ہو جانا۔

اور چونکہ انسان میں اصل چیز روح ہوتی ہے جب کہ جسم تو اس کے لئے بطور آلہ (Instrument) ہوتا ہے اس لئے موت اور قتل میں اصل اعتبار جسم سے روح کے نکل جانے کا اور اس کے تعلق کے بالکلیہ منقطع ہونے کا ہے۔

اس لئے چار ماہ کے بعد اسقاط کرنا قتل کرنے کے مترادف ہے۔ چار ماہ سے پہلے اسقاط کرنا قتل شمار نہیں ہوتا البتہ کسی Serious اور Genuine وجہ (Indication) کے بغیر چار ماہ سے پہلے بھی اسقاط کرانا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر چار ماہ کے بعد حمل کو جاری رکھنا بچے یا ماں کے لئے مضر ہو مثلاً بچے کو Hydrocephalus ہو یا کوئی جینیاتی سقم (Genetic abnormality) ہو تو بچے کو خود ختم نہ کریں بلکہ چھ ماہ پورے ہونے کے بعد Delivery کرا دیں کیونکہ کم از کم مدت حمل چھ ماہ ہے۔

دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ کم از کم Viability age چھ ماہ ہے۔ آگے بچہ زندہ رہے یا مر جائے اب یہ مقدر کی بات ہوگی ورنہ بچے کے زندہ بچ رہنے کے Chances

بہت کم ہوتے ہیں۔

موت کے وقت فرشتے روح کو نکال لیتے ہیں اور روح اپنے عقائد و عمل کے موافق یا تو خوشبودار ہوتی ہے یا بدبودار ہوتی ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ أَتَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِیْرَةٍ بَیْضَاءَ فَیَقُوْلُوْنَ اُخْرُجِیْ رَاضِیَةً مَرْضِیًّا عَنْكِ إِلٰی رَوْحِ اللّٰهِ وَ رَیْحَانٍ وَرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ فَتَخْرُجُ كَأَطْیَبِ رِیْحِ الْمِسْكِ حَتّٰی أَنَّهُ لَیُنَاوِلُهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتّٰی یَاتُوْا بِهٖ أَبْوَابَ السَّمَاءِ فَیَقُوْلُوْنَ مَا أَطْیَبَ هٰذِهِ الرِّیْحَ الَّتِیْ جَاءَ تْكُمْ مِنَ الْأَرْضِ...... وَأَنَّ الْكَافِرَ إِذَا احْتُضِرَ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ بِمِسْحٍ فَیَقُوْلُوْنَ اُخْرُجِیْ سَاخِطَةً مَسْخُوْطاً عَلَیْكِ إِلٰی عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَتَخْرُجُ كَأَنْتَنِ رِیْحِ جِیْفَةٍ حَتّٰی یَاتُوْنَ بِهٖ إِلٰی بَابِ الْأَرْضِ فَیَقُوْلُوْنَ مَا أَنْتَنَ هٰذِهِ الرِّیْحَ. (احمد و نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مومن کی موت آتی ہے تو (ملک الموت کے ساتھ) رحمت کے فرشتے (اس کے پاس) سفید ریشم لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں (اے نیک روح اللہ سے) راضی ہو کر اور اللہ کی پسندیدہ ہو کر راحت اور خوشبو کی طرف نکل......تو وہ مشک کی عمدہ ترین خوشبو کی طرح خوشبودار ہو کر نکلتی ہے اور فرشتے ریشم میں لپیٹتے ہیں اور باری باری اس کو لے کر آسمان کے دروازوں پر پہنچتے ہیں تو وہاں کے فرشتے بھی کہتے ہیں یہ کیسی عمدہ خوشبو ہے جو تمہارے پاس زمین سے آئی ہے......اور جب کافر کی موت آتی ہے تو ملک الموت کے ساتھ عذاب کے فرشتے اس کے پاس ٹاٹ لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں اے بری روح اللہ سے ناراض ہو کر اور اللہ کی ناراضگی کے ساتھ اللہ عزوجل کے عذاب کی طرف نکل تو وہ مردار کی انتہائی سڑاند کی طرح بدبودار ہو کر نکلتی ہے۔ فرشتے اس کو ٹاٹ میں لپیٹتے ہیں اور اس کو لے کر آسمان دنیا پر آتے ہیں تو وہاں کے فرشتے بھی کہتے ہیں کہ یہ کتنی بری سڑاند ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

وَلَوْ تَرٰی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِکَۃُ بَاسِطُوْ اَیْدِیْھِمْ اَخْرِجُوْا اَنْفُسَکُمْ اَلْیَوْمُ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ کُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ (سورہ انعام 94)

اور ظالموں کا حال یہ ہے کہ اگر آپ ان کو اس وقت دیکھیں تو بڑا ہولناک منظر دکھائی دے جب کہ یہ ظالم لوگ جن کا ذکر ہوا موت کی روحانی سختیوں میں گرفتار ہوں گے اور موت کے فرشتے جو ملک الموت کے مددگار ہیں ان کی روح نکالنے کے واسطے ان کی طرف (اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے) شدت کے ظاہر کرنے کو یوں کہتے جاتے ہوں گے کہ (ہاں) جلدی (اپنی جانیں نکالو) کہاں بچاتے پھرتے تھے۔ دیکھو (آج) مرنے کے ساتھ ہی (تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی۔ جس میں جسمانی تکلیف بھی ہے اور روحانی ذلت بھی ہے (اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی) جھوٹی (باتیں بکتے تھے)............

یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَرْضِیَّۃً.

اے نفس وروح جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں مطمئن ہوئی اور اس میں سکون وچین محسوس کیا اپنے رب کی طرف لوٹ چل کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔

جب روح نکالی جاتی ہے تو آنکھیں اس کا پیچھا کرتی ہیں

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی اَبِیْ سَلَمَۃَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُہٗ فَأَغْمَضَہٗ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوْحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَہُ الْبَصَرُ. (مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (ان کے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی)۔ رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ آپ نے ان کی آنکھیں بند کیں اور فرمایا کہ جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس کا پیچھا کرتی ہیں۔

زندگی میں بھی روح نیند اور بے ہوشی میں جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے لیکن آپس میں تعلق قائم رہتا ہے

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ

الَّتِیۡ قَضٰی عَلَیۡهَا الۡمَوۡتَ وَیُرۡسِلُ الۡاُخۡرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی (سورہ زمر: 42)

اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں (یعنی روحیں) جب وقت ہو ان کے مرنے کا۔ اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں، پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور چھوڑ دیتا ہے دوسروں کو ایک مقررہ وقت تک۔

اس آیت میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارواح کو نیند میں کھینچ لیتے ہیں اور سوئے ہوئے آدمی کی روح اس کے جسم سے خارج ہوتی ہے لیکن جسم کے ساتھ اس کا تعلق منقطع نہیں ہوتا۔ جب کسی حادثہ یا بیماری کے سبب جسمانی حیات باقی نہیں رہ سکتی تو روح کو جسم سے نکال لیا جاتا ہے۔

نیند میں جب روح جسم سے آزاد ہوتی ہے تو دیگر زندوں اور مردوں کی روحوں سے اس کی ملاقات ہوتی ہے

عَنۡ عُمَارَةَ بۡنِ خُزَیۡمَةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ رَأَیۡتُ فِی الۡمَنَامِ کَأَنِّیۡ أَسۡجُدُ عَلٰی جَبۡهَةِ النَّبِیِّ ﷺ فَأَخۡبَرۡتُهُ بِذٰلِکَ فَقَالَ إِنَّ الرُّوۡحَ لَیَلۡقَی الرُّوۡحَ فَأَقۡنَعَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ هٰکَذَا قَالَ عَفَّانُ بِرَاسِهٖ إِلٰی حَلۡقِهٖ فَوَضَعَ جَبۡهَتَهٗ عَلٰی جَبۡهَةِ النَّبِیِّ ﷺ (نسائی).

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نبی ﷺ کے ماتھے پر سجدہ کر رہا ہوں (یعنی آپ کے ماتھے سے میں نے اپنا ماتھا لگا رکھا ہے)۔ میں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا (اس خواب کی حقیقت یہ ہے کہ نیند میں سوئے ہوئے کی) روح (جسم سے نکل کر دیگر زندوں اور فوت شدہ) کی روحوں سے ملاقات کرتی ہے۔ (اور یہ بات بھی سچے خواب کا سبب بنتی ہے۔ حدیث کے راوی) عفان کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ (ان کے خواب کو سچا کرنے کیلئے) اپنا سر جھکا دیا اور حضرت خزیمہ نے اپنی پیشانی رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر رکھ دی۔

عَنۡ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا هَاجَرَ النَّبِیُّ ﷺ إِلَی الۡمَدِیۡنَةِ هَاجَرَ إِلَیۡهِ الطُّفَیۡلُ بۡنُ عَمۡرٍو وَهَاجَرَ مَعَهٗ رَجُلٌ مِنۡ قَوۡمِهٖ فَاجۡتَوَوُا الۡمَدِیۡنَةَ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَأَخَذَ

مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتّٰى مَاتَ فَرَاٰهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِيْ مَنَامِهٖ فَرَاٰهُ وَ هَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ وَرَاٰهُ مُغَطِّياً يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَلِيْ بِهِجْرَتِيْ إِلٰى بَنِيِّهٖ ﷺ فَقَالَ لَهُ مَالِيْ أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ قَالَ قِيْلَ لِيْ لَنْ يُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَّ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب نبی ﷺ نے مدینہ (منورہ) کی طرف ہجرت کی تو آپ کی طرف حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اوران کے ساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی۔ مدینہ کی آب و ہوا ان کو راس نہ آئی اور وہ شخص بیمار ہو گیا اور (بیماری سے) اتنا پریشان ہوا کہ مجبور ہو کر اس نے اپنے تیر کے پھل سے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے۔ اس کے ہاتھوں سے خون بہتا رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ (کی روح کی نیند میں اس شخص کی روح سے ملاقات ہوئی جس کی وجہ سے طفیل رضی اللہ عنہ) نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ اچھی ہیئت میں ہے اور دیکھا کہ اس نے اپنے ہاتھوں کو ڈھانپ رکھا ہے۔ طفیل رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ (تمہارے مرنے کے بعد) تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ اپنے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی وجہ سے میری بخشش کر دی۔ پھر انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات تم نے اپنے ہاتھ کیوں ڈھانپ رکھے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ مجھ سے کہا گیا کہ اپنے ہاتھ جو تم نے خود کاٹ کر بگاڑے ہیں ہم ان کو درست نہ کریں گے (اور چونکہ وہ درست نہیں ہوئے اس لئے میں نے ان کو ڈھانپ رکھا ہے۔ طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ (اے اللہ) اس شخص کے ہاتھوں کو بھی بخش دیجئے۔

چند خصوصی تخلیق

(1) حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہوئی اور فرمایا:

فَاِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ. (سورہ الحجر: 29)

پھر جب میں اس کو ٹھیک کر دوں (اور وہ اس قابل ہو جائے کہ اس میں روح پھونکی جا

سکے)اور میں اس میں اپنی بنائی ہوئی روح پھونک دوں یعنی ڈال دوں......

(2) پھر حضرت آدم علیہ السلام کی اوپر کی پسلی سے ایک خلیہ (Cell) لے کر اس میں ضروری جینیاتی (Genehic) تبدیلی کر کے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا گیا۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ استوصوا بالنساء خیرا فانھن خلقن من ضلع اعوج وان اعوج شیء فی الضلع اعلاہ فان ذھبت تقیمہ کسرتہ و ان ترکتہ لم یزل اعوج فاستوصوا بالنساء (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے بارے میں (میری) خیر و بھلائی کی نصیحت قبول کرو (اور وہ یہ ہے کہ ان کے مزاج میں جو ٹیڑھ پن تمہیں نظر آئے تو اس کو ختم کرنے کے درپے نہ ہونا کیونکہ یہ ان کی فطرت میں شامل ہے اور فطری چیز کو ختم نہیں کیا جا سکتا اور فطرت میں ٹیڑھ پن کی وجہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی حکمت سے ایسا ہی بنایا ہے) وہ (یعنی ان کی ماں حواء علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی) سب سے ٹیڑھی پسلی (سے لئے گئے خلئے (Cell) سے پیدا کی گئی ہیں اور سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر کی ہوتی ہے۔ تم اگر اس کو سیدھا کرنے لگو تو (وہ سیدھی تو نہ ہو گی) البتہ تم اس کو (سیدھا کرنے میں) توڑ دو گے۔

(3) اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ ہوا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے بیضہ انثی (Ovum) سے جس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ان کے گریبان میں پھونک مارنے سے ضروری تغیرات ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا. (سورہ تحریم: 12)

پھر ہم نے (فرشتہ کے ذریعہ سے ان کے) گریبان میں اپنی بنائی ہوئی ایک روح پھونک دی (یعنی جبرئیل علیہ السلام نے ان کے گریبان میں اللہ کا نام لے پھونک دیا جس سے حمل ٹھہر گیا۔)

چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے جسمانی خلیہ (Somatic cell) سے تغیرات کے بعد حضرت حوا کو پیدا کیا گیا اس لئے وہ ان کے باپ نہیں کہلائے جب کہ حضرت مریم علیہا السلام کے جنسی خلیہ (Sexual cell) سے تغیر کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے

لہٰذا وہ ان کی ماں کہلائیں۔

وحی کی حقیقت

جب حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی لے کر آتے تھے تو آپ ﷺ کی روح مبارکہ کو مسخر کر کے اس پر کلام الٰہی کا القاء کرتے تھے۔ اس وقت میں رسول اللہ ﷺ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی جس کو بعض مستشرقین (Orientalists) نے اپنی بدباطنی سے مرگی کا دورہ (Epileptic Fit) قرار دیا۔ ان کی غلطی کو جاننے کے لئے صرف اس پر غور کافی ہے کہ مرگی کے دورہ سے کیا نتیجہ حاصل ہوتا ہے اور وحی کے آنے کا کیا نتیجہ نکلتا تھا۔

وحی آنے کی کیفیت

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْحَارِثَ بِنْ هِشَامٍ سَأَ لَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاتِيْكَ الْوَحْىُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْيَاناً يَاتِيْنِىْ مِثْلُ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَىَّ فَيُفْصِمُ عَنِّىْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَاناً يَتَمَثَّلُ لِىَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِىْ فَاَعِىْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَأَيْتُهٗ يَنزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْىُ فِىْ الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيُفْصِمُ عَنْهُ وَاَنَّ جَبِيْنَهٗ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا. (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر وحی کیسے آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کبھی تو یہ صورت ہوتی ہے کہ مجھے ایک گھنٹی کی سی آواز آتی ہے اور یہ قسم مجھ پر سب سے زیادہ دشوار ہوتی ہے (کیونکہ ان میں فرشتہ اپنی اصلی صورت پر رہتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی روح مبارکہ کو مسخر کرتا ہے جس کے دوران آپ کو گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے۔ پھر کلام الٰہی کا القاء کیا جاتا ہے) اس کے بعد جب وہ کیفیت دور ہو جاتی ہے تو جو وحی میں ارشاد ہوا تھا وہ مجھ کو محفوظ ہو جاتا ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ فرشتہ خود کسی انسانی مرد کی صورت بن کر میرے سامنے آجاتا ہے اور مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ پھر جو کچھ وہ کہتا ہے میں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے سخت جاڑوں کے موسم میں آپ کو خود دیکھا ہے کہ جب آپ پر (پہلی

صورت میں)وحی آ کر پوری ہوجاتی تو آپ ﷺ کی پیشانی (وحی کی مشقت کی وجہ سے) پسینہ پسینہ ہوجاتی تھی۔

عَنۡ صَفۡوَانَ بۡنِ يَعۡلٰی قَالَ لِعُمَرَ أَرِنِي النَّبِيَّ ﷺ حِيۡنَ يُوۡحٰی إِلَيۡهِ قَالَ فَبَيۡنَمَا النَّبِيُّ ﷺ بِالۡجِعِرَّانَةِ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنۡ أَصۡحَابِهٖ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ كَيۡفَ تَرٰی فِيۡ رَجُلٍ أَحۡرَمَ بِعُمۡرَةٍ وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِيۡبٍ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً فَجَاءَهُ الۡوَحۡيُ فَأَشَارَ إِلٰی يَعۡلٰی فَجَاءَ يَعۡلٰی وَعَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ ثَوۡبٌ قَدۡ أُظِلَّ بِهٖ فَأَدۡخَلَ رَاسَهٗ فَإِذَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ مُحۡمَرُّ الۡوَجۡهِ وَهُوَ يَغِطُّ ثُمَّ سُرِيَ عَنۡهُ فَقَالَ أَيۡنَ الَّذِيۡ سَأَلَ عَنِ الۡعُمۡرَةِ. (بخاری)

حضرت یعلی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ پر وحی آئے تو اس وقت آپ ﷺ کا مجھے بھی مشاہدہ کرائیے گا۔ اتفاق ہوا کہ جب آپ ﷺ مقام جعرانہ میں تھے اور صحابہ کی ایک جماعت آپ ﷺ کے ساتھ تھی کہ ایک شخص آیا اور پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ایک شخص نے بہت سی خوشبو لگائی ہوئی تھی اور اسی حالت میں اس نے عمرہ کا احرام باندھ لیا اب وہ کیا کرے۔ آپ کچھ دیر خاموش رہے اور آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ایک کپڑا ڈال دیا اور) یعلی کو اشارہ کیا آگے آؤ۔ وہ آگئے اس وقت آپ ﷺ کے چہرہ پر کپڑا پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنا سر اس کپڑے کے اندر کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا ہے اور وحی کی شدت سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ کا دم گھٹ رہا ہو۔ اس کے بعد جب وہ کیفیت جاتی رہی تو آپ ﷺ نے پوچھا وہ عمرہ کا مسئلہ دریافت کرنے والا شخص کہاں ہے......

وحی کا بوجھ

1. اَنَّ زَيۡدَ بۡنَ ثَابِتٍ اَخۡبَرَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ اَمۡلٰی عَلَيۡهِ لَا يَسۡتَوِی الۡقَاعِدُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُجَاهِدُوۡنَ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَجَاءَهٗ ابۡنُ اُمِّ كُلۡثُوۡمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ لَوۡ اَسۡتَطِيۡعُ الۡجِهَادَ لَجَاهَدۡتُ وَكَانَ اَعۡمٰی فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ وَفَخِذُهٗ عَلٰی فَخِذِيۡ فَثَقُلَتۡ عَلَيَّ حَتّٰی خِفۡتُ اَنۡ تَرُضَّ فَخِذِيۡ

ثُمَّ سُرِّیَ عَنۡهُ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ غَیۡرَ اُوۡلِی الضَّرَرِ (بخاری)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت لا یستوی القاعدون من المومنین و المجاهدون فی سبیل الله (مومنوں میں سے جولوگ جہاد سے بیٹھ رہے اور جنہوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا برابر نہیں ہو سکتے) زید بن ثابت سے قلمبند کرائی۔ ابھی آپ اس کو قلمبند کرا ہی رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابن ام کلثوم آ گئے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بخدا اگر میں جہاد کر سکتا تو ضرور جہاد کرتا۔ بات یہ تھی کہ وہ نابینا تھے۔ (انکے عذر کرنے پر) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر وحی نازل فرمائی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران میری ران کے اوپر رکھی ہوئی تھی (یعنی بے تکلفی کے ساتھ گھٹنے سے گھٹنا ملائے بیٹھے تھے) تو میری ران پر اتنا وزن پڑا یوں معلوم ہوتا تھا کہ اب چورا چور ہوئی۔ اس کے بعد جب وحی کی کیفیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہو گئی تو جو کلمہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا وہ صرف یہ تھا غیر اولی الضرر (یعنی یہ حکم ان کا ہے جو معذور نہ ہوں)۔

عَنۡ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَااُوۡحِیَ اِلَیۡهِ وَهُوَعَلٰی نَاقَتِهٖ وَضَعَتۡ جِرَانَهَا فَمَا تَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ تَتَحَوَّلَ حَتّٰی یُسَرّٰی عَنۡهُ وَتَلَتۡ اِنَا سَنُلۡقِیۡ عَلَیۡکَ قَوۡلاً ثَقِیۡلا. (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی اترتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر ہوتے تو وحی کے وزن سے وہ بھی اپنی گردن نیچے ڈال دیتی اور جب تک وحی ختم نہ ہو لیتی اپنی جگہ سے گردن نہ ہلا سکتی تھی اس کے بعد اس مضمون کی تصدیق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّا سَنُلۡقِیۡ عَلَیۡکَ قَوۡلًا ثَقِیۡلًا (ہم آپ پر ایک بہت وزنی کلام اتارنے والے ہیں)۔

☆......☆......☆

سحر و جادو کا اثر

سحر کی حقیقت

سحر لغت میں ہر ایسے اثر کو کہتے ہیں جس کا سبب ظاہر نہ ہو خواہ وہ سبب

(1) معنوی ہو جیسے خاص خاص کلمات کا اثر یا

(2) غیر محسوس چیزوں کا ہو جیسے جنات و شیاطین کا اثر یا

(3) قوت خیالیہ کا ہو جیسے میسمر زم (Mesmerism) یا ہپناٹزم (Hypnotism) کا اثر یا

(4) محسوسات کا ہو مگر وہ محسوسات مخفی ہوں جیسے مقناطیس کی کشش لوہے کے لئے جب کہ مقناطیس نظروں سے پوشیدہ ہوں

یا (5) دواؤں اور کیمیائی اشیاء کا ہو جب کہ وہ مخفی ہوں۔

لیکن قرآن وسنت کی اصطلاح میں سحر و جادو صرف ایسے عجیب کام کو کہا جاتا ہے جس میں شیاطین کو خوش کر کے ان کی مدد حاصل کی گئی ہو۔ پھر شیاطین کو خوش کرنے کی مختلف صورتیں ہیں:

(1) کبھی ایسے منتر پڑھے جاتے ہیں جن میں کفر و شرک کے کلمات ہوں اور شیاطین کی مدح کی گئی ہو۔

(2) کبھی کواکب و نجوم (Stars) کی عبادت کی جاتی ہے جس سے شیطان خوش ہوتے ہیں۔

(3) کبھی ایسے اعمال اختیار کئے جاتے ہیں جو شیطان کو پسند ہیں مثلاً کسی کو ناحق قتل کر کے اس کا خون استعمال کرنا یا جنابت و نجاست کی حالت میں رہنا وغیرہ۔

رہے انسانوں کے کئے ہوئے شعبدے اور ٹوٹکے یا ہاتھ کی چالاکی کے کام یا میسمر زم، ہپناٹزم اور نظر بندی وغیرہ تو قرآن وسنت کی اصطلاح میں یہ حقیقت میں سحر نہیں البتہ کبھی مجازا (Metaphorically) ان کو بھی سحر کہہ دیا گیا ہے۔ مثلاً سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ (انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا)۔ فرعونی ساحروں کا سحر اسی قسم کا تھا کیونکہ انہوں نے جو لاٹھیاں ڈالی تھیں وہ نہ درحقیقت سانپ بنیں اور نہ انہوں نے حرکت کی بلکہ ان جادوگروں کی

قوت خیالیہ کا اثر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر حاضرین کی قوت خیالیہ پر ہوا کہ وہ ان کو دوڑنے والے سانپ سمجھنے لگے۔

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیَاطِیْنُ عَلٰی مُلْکِ سُلَیْمٰنَ وَ مَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَا اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ ھَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَۃٌ فَلَا تَکْفُرْ فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْھُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِہٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِہٖ۔

(اور) یہودی ایسے بے عقل ہیں کہ (انہوں نے) کتاب اللہ کا تو اتباع نہ کیا اور ایسی چیز کا یعنی سحر و جادو کا (اتباع) اختیار (کیا جس کا چرچا کیا کرتے تھے شیاطین) یعنی خبیث جن حضرت (سلیمان) علیہ السلام (کے عہد) سلطنت (میں اور) بعضے بے وقوف جو حضرت سلیمان علیہ السلام پر سحر میں ملوث ہونے کا گمان رکھتے ہیں بالکل ہی لغو بات ہے کیونکہ قرآن و سنت کی اصطلاح میں جس کو سحر کہا گیا ہے وہ اعتقادی کفر یا کم از کم عملی کفر سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر شیاطین کو راضی کرنے کے لئے کفر و شرک کے کچھ اقوال یا اعمال اختیار کئے تو حقیقی و اعتقادی کفر ہوگا اور اگر کفر و شرک کے اقوال و افعال سے بچ بھی گیا مگر دوسرے گناہوں کا ارتکاب کیا تو کفر عملی سے خالی نہ رہا اور (حضرت سلیمان علیہ السلام نے) نعوذ باللہ کبھی (کفر نہیں کیا مگر) ہاں (شیاطین) یعنی خبیث جن بے شک (کفر) کی باتیں اور کام یعنی سحر کیا (کرتے تھے) اور حالت یہ تھی کہ خود تو کرتے ہی تھے اور (آدمیوں کو بھی) اس سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے) سو وہی سحر متوارث چلا آ رہا ہے اور اس کا اتباع یہ یہودی کرتے ہیں اور اسی طرح اس سحر کا بھی یہ لوگ اتباع کرتے ہیں (جو کہ ان دو فرشتوں پر) ایک خاص حکمت کے واسطے نازل کیا گیا تھا) جو شہر (بابل میں) رہتے تھے (جن کا نام ہاروت و ماروت تھا اور وہ دونوں وہ سحر کسی کو نہ بتاتے جب تک) احتیاطاً پہلے یہ نہ کہہ دیتے کہ ہمارا وجود بھی لوگوں کے لیے ایک امتحان خداوندی ہے کہ ہم سے سحر سیکھ کر کون پھنستا ہے اور کون بچتا ہے۔ سو تم اس پر مطلع ہو کر کہیں کافر مت بن جانا کہ اس میں پھنس جاؤ تو بعض لوگ ان دونوں فرشتوں سے اس قسم کا سحر سیکھ لیتے تھے جس کے ذریعے سے عمل کر کے کسی مرد اور اس کی بیوی میں تفریق پیدا کر دیتے تھے۔ تفریق پیدا کرنے کی ممکنہ صورتیں:

1- زوجین میں سے ایک کو یا دونوں کو معمولی باتوں میں طیش دلا کر طلاق دینا اور مانگنا۔

2- شوہر کو عنین (Impotent) کر کے زوجین میں تنفر پیدا کرنا۔

3- معمولی باتوں میں لڑائی جھگڑے کرانا جو بالآخر جدائی کا سبب بن جائے۔

4- زوجین کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے نفرت پیدا کرنا۔

نوٹ: قرآن وحدیث میں فرشتوں کے ذریعہ آزمائش کے اور واقعات بھی ملتے ہیں مثلاً حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی آزمائش نوجوان شکل کے فرشتوں سے کی گئی اور حدیث میں ایک کوڑی، ایک اندھے اور ایک گنجے کی فرشتے کے ذریعہ آزمائش مذکور ہے۔

1- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ سُحِرَ حَتّٰى كَانَ يُرٰى أَنَّهٗ يَاتِى النِّسَاءَ وَلَا يَـاْتِيهِنَّ...... فَانْتَبَهَ مِنْ نَوْمِهٖ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَاعَائِشَةُ أَعَلِمْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِىْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ فِيْهِ أَتَانِىْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِىْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَیَّ فَقَالَ الَّذِىْ عِنْدَ رَأْسِىْ لِلْآخَرِ مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِىْ زُرَيْقٍ حَلِيْفِ لِيَهُوْدَ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ وَفِيْمَ قَالَ فِىْ مُشْطٍ وَّمُشَاقَةٍ قَالَ فَأَيْنَ قَالَ فِىْ جُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ تَحتَ رَعُوْفَةٍ فِىْ بِئْرِ ذِىْ أَرْوَانَ قَالَ فَأَتَى الْبِعْرَ حَتّٰى اسْتَخْرَجَهٗ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِىْ أُرِيْتُهَا وَكَأَنَّ مَائَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَاءِ وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُئُسُ الشَّيَاطِيْنِ قَالَ فَاسْتَخْرَجَ قَالَتْ فَقُلْتُ أَفَلَا تَنَشَّرْتَ فَقَالَ أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِىْ وَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيْرَ عَلٰى أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ شَوًاً. (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا (جس کا اثر یہ ہوا کہ آپ خیال کرتے تھے کہ آپ (اپنی بیویوں سے صحبت کریں مگر کر نہ پاتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا جانتی ہو آج اللہ تعالیٰ نے جس بات کو میں نے اس سے پوچھا تھا اس نے اس کی مجھے خبر دے دی ہے۔ (اس کی صورت یہ ہوئی کہ) دو فرشتے میرے پاس آئے ایک میرے سرہانے بیٹھا اور دوسرا میرے پیروں کی طرف بیٹھ گیا۔ جو میرے سرہانے بیٹھا تھا اس نے دوسرے سے پوچھا ان کو کیا تکلیف ہے۔ دوسرے نے جواب دیا ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا لبید بن اعصم نے جو قبیلہ بنی زریق کا ایک آدمی ہے اور یہود کا

حلیف ہے۔ یہ شخص منافق تھا۔ پہلے نے پوچھا اچھا یہ جادو کس چیز پر کیا ہے؟ اس نے کہا ایک کنگھی اور کنگھی کشیدہ بالوں پر۔ پہلے نے پوچھا تو وہ ٹونا کہاں ہے۔ اس نے کہا وہ ایک نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں رکھ کر ذی اروان کنویں کے اندر کے پتھر کے نیچے ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس جادو کو نکالا اور فرمایا یہی کنواں تھا جو مجھ کو دکھایا گیا تھا۔ اس کا پانی ایسا تھا جیسا مہندی کا پانی سرخ ہوتا ہے اور اس کے ارد گرد درختوں پر ایسی وحشت برستی تھی گویا وہ شیطانوں کے سر ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کی آپ ﷺ نے اس کو کھول (کر لوگوں کو دکھا) کیوں نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ کو تو اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرما ہی دی اور اب مجھ کو یہ بات گوارا نہیں کہ کسی بھی شخص کے خلاف شر اٹھاؤں۔

جنات کے کچھ اور اثرات

1- نظر لگنا

عن ام سلمة ان النبی ﷺ رای فی بیتها جارية فی وجهها سعفة نعنی صفرة فقال استرقوا لها فان بها النظرة. (بخاری و مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں ایک بچی کے چہرے پر سعفہ (جن کی نظر) کے اثرات دیکھے تو فرمایا اس کے لئے جھاڑ پھونک کرو کیونکہ اس کو جنات کی نظر لگی ہے۔

2- آسیب

حدیث میں یہ دعا ہے اگر سوتے میں ڈر جائے یا کوئی گھبراہٹ یا پریشانی محسوس ہو یا نیند اچٹ جائے تو اس کو پڑھے۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ وَ شَرِّ عِبَادِهٖ وَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ (حصن حصين)

میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں اس کے غضب و غصہ سے اور اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور اس سے کہ وہ

شیطان میرے پاس بھی آئیں۔

1- بچوں کا بظاہر بلا وجہ کا رونا اور چلانا اور ضدیں کرنا ان کا ایک سبب یہ بھی ہے۔

2- شیطانوں کا اثر ہو تو سونے میں تنگ کرتے ہیں مثلاً جوں ہی آنکھ لگی کسی کیڑے کی طرح کاٹ لیا یا نیند ہی اچاٹ ہو جاتی ہے۔

3- **عن ابی ہریرة قال قال رسول الله ﷺ ما من بنی آدم مولود الا یمسه الشیطان حین یولد فیستهل صارخا من مس الشیطان غیر مریم و ابنها. (بخاری و مسلم)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی آدم میں ہر پیدا ہونے والے بچے کو شیطان اس کی پیدائش کے وقت انگلی چبھوتا ہے تو بچہ (طبعی سبب کے علاوہ) شیطان کے انگلی چبھونے کی وجہ سے (بھی) بلند آواز سے روتا ہے سوائے مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی دعا کی وجہ سے جو قرآن پاک میں منقول ہے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو شیطان کے انگلی چبھونے سے محفوظ رکھا۔

نوٹ: ایک کام کے ایک سے زیادہ سبب ہو سکتے ہیں مثلاً بخار کے بھی ایک وقت میں دو سبب ہو سکتے ہیں جیسے فلو (Flu) کی وجہ اور پیشاب کی نالیوں میں سوزش (U.T.I)۔

تکلیف کے مابعد الطبعی (Metaphysical) اسباب

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِشْتَکَتِ النَّارُ إِلٰی رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ أَکَلَ بَعْضِیْ بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَیْنِ نَفَسٌ فِی الشِّتَاءِ وَنَفَسٌ فِی الصَّیْفِ فَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَ أَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِیْرِ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی اور کہا میرے بعض حصہ نے بعض کو کھا لیا ہے (یعنی میرے اندر حرارت اور برودت اتنی بڑھ گئی ہے گویا کہ خود ایک حصہ دوسرے پر غالب آ رہا ہے) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو (سال میں) دو سانس لینے (یعنی بجلی کی طرح کی اپنی وہ توانائی خارج کرنے) کی اجازت عطا فرمائی (جو حرارت و برودت میں منتقل ہوتی ہے جیسے بجلی کے چولہے اور ہیٹر میں بجلی آتی ہے اور حرارت میں

تبدیل ہوتی ہے۔اگر پیچھے سے بجلی کے لوڈ Load میں کمی ہو جائے تو حرارت کی پیداوار میں کمی ہو جائے گی۔اسی طرح جہنم میں حرارت کی موجب توانائی کا سال میں دو مرتبہ اخراج کیا جاتا ہے۔ایک مرتبہ اس توانائی کا جو حرارت میں تبدیل ہوتی ہے اور دوسری مرتبہ اس توانائی کا جو برودت میں تبدیل ہوتی ہے۔ یہ خارج ہونے والی توانائی خواہ وہ لہروں کی شکل میں ہو یا شعاعوں کی صورت میں ہو باقی ساری کائنات میں پھیل جاتی ہے اور جہاں کہیں اور جب کبھی مناسب ماحول ملتا ہے تو وہ توانائی حرارت یا برودت میں منتقل ہو جاتی ہے۔اس حرارت و برودت کی مقدار کا دارومدار اس شے کی صلاحیت پر ہوتا ہے جو اس توانائی کو قبول کرتی ہے۔ چونکہ اس کا واضح اظہار سخت گرمی اور سخت سردی میں ہوتا ہے اس لئے عام فہم کرنے کے لئے فرمایا کہ جہنم کا اس توانائی کو خارج کرنا (یا بالفاظ دیگر ایک مرتبہ سانس لینا) سردی میں ہوتا ہے اور ایک مرتبہ گرمی میں ہوتا ہے۔تو سخت ترین گرمی جو تم پاتے ہو (اسی کی وجہ سے ہے) اور سخت ترین سردی جو تم پاتے ہو (اسی کی وجہ سے ہے)۔

فائدہ: 1- قرآن پاک میں مذکور ہے کہ جہنم کی آگ کا ایندھن انسان اور پتھر یعنی بت ہیں تو ہماری بات اس کے خلاف نہیں اپنے وقت پر وہ بھی ایندھن بنیں گے۔

2- وہ کون سی اشیاء ہیں جو اس توانائی کو قبول کرتی ہیں؟ حدیث میں دو چیزوں کا ذکر ہے۔ایک سورج اور ایک انسانی جسم جب کہ اس کا درجہ حرارت ایک حد تک پہنچ گیا ہو۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَقَالَ أَبْرِدْ ثُمَّ قَالَ أَبْرِدْ حَتّٰی فَاءَ الْفَیْءُ یَعْنِی لِلتَّلُوْلِ ثُمَّ قَالَ أَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَإِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِمِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ. (بخاری)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ (اور ساتھی) سفر میں تھے۔ظہر کی نماز کا وقت ہوا اور لوگوں نے ظہر کی نماز کا ارادہ کیا تو) آپ نے فرمایا ٹھنڈک ہونے دو (یعنی تپش کم ہونے دو۔ کچھ دیر بعد پھر لوگوں کا ظہر کی نماز کا ارادہ ہوا تو) آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ کچھ ٹھنڈک ہونے دو۔آپ نماز میں تاخیر کرتے رہے یہاں تک کہ چھوٹے ٹیلوں کے سائے بھی بن گئے۔ پھر آپ نے فرمایا ظہر کی نماز کے لئے ٹھنڈک ہونے دیا کرو (یعنی گرمی کے موسم میں جب تپش کم ہو جائے اس وقت نماز پڑھو) کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کی وجہ سے ہوتی (جس کی توجیہ اوپر بیان ہو چکی)۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ.
(بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا (بہت تیز) بخار جہنم کی تپش کی وجہ سے ہوتا ہے تو اس کو پانی سے (یعنی ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کر کے یا جسم پر ٹھنڈا پانی ڈال کر) ٹھنڈا کرو۔

مابعدالطبعی (Metaphysical) عمل جراحی اور علاج

عَنْ مَالِكِ بِنْ صَعْصَعَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةٍ أَسْرِىَ بِهٖ بَيْنَمَا أَنَا فِى الْحَطِيْمِ وَ رُبَمَا قَالَ فِىْ الْحِجْرِ إِذْ أَتَانِىْ آتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ يَعْنِىْ مِنْ ثُغْرَةٍ نَحْرِهٖ إِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِىْ ثُمَّ أُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوٍّ إِيْمَاناً فَغَسَلَ قَلْبِىْ ثُمَّ حُشِىَ ثُمَّ أُعِيْدَ وَفِىْ رِوَايَةٍ ثُمَّ غَسَلَ الْبَطْنَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِىءَ اِيْمَانًا وَّ حكمةً. (بخاری و مسلم)

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے اس شب کا واقعہ جس میں آپ کو بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر کرائی گئی تھی بیان فرمایا کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا کہ ایک فرشتہ آیا اور اس نے یہاں سے لے کر یہاں تک میرا پیٹ چاک کیا یعنی کوڑی (ہنسلی کی ہڈیوں کے درمیان گڑھے (Suprasternal notch) کے پاس سے لے کر زیر ناف تک اس نے میرے قلب کو نکالا اور اس کے بعد ایک سونے کا طشت ایمان و حکمت (کے نور) سے بھرا ہوا لایا گیا اور میرے قلب کو دھویا گیا اور ایمان و حکمت سے بھرا گیا اور پھر دوبارہ رکھ دیا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن میں ہے۔

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ. (سورہ آل عمران: 49)

اور میں اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی (Leper) کو اور زندہ کرتا ہوں مردوں کو اللہ کے حکم سے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ انہوں نے فرمایا

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا. (سورہ یوسف)

میرا یہ کرتا لے جاؤ اور اس کو میرے والد کے چہرے پر ڈالو تو وہ بینا ہو جائیں گے۔

اسی طرح مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک نوجوان جس کو اس کے علاقہ کے بادشاہ نے جادو سیکھنے کے لئے مقرر کیا۔ لیکن اس کے راستے میں ایک راہب رہتا تھا جس کی بات سن کر وہ نوجوان بھی اسلام لے آیا اور راہب کی صحبت اور تعلیم سے ایمان و توکل کے کمال کے درجوں تک جا پہنچا۔

وکان انعلام یبرئ الاکمه والا برص و هداوی الناس من سائر الادواء فسمع جلیس للملک کان قدعمی به فاتاه بهدایا کثیرة فقال ما ههنا لک اجمع ان انت شفیتنی قال انی لا اشفی احدا انما یشفی الله تعالیٰ فان انت آمنت بالله دعوت الله فشفاک...... (مسلم).

وہ نوجوان (دعا اور دم کر کے) مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو ٹھیک کر دیتا اور دیگر تمام بیماریوں کا بھی (کامیاب) علاج کرتا۔ اس بادشاہ کا ایک ہمنشین جو اندھا ہو گیا تھا اس نے نوجوان کے بارے میں سنا تو وہ بہت سے تحفے تحائف لے کر اس کے پاس آیا اور کہا اگر تم نے مجھے شفا دی تو یہ چیزیں تمہاری ہیں۔ نوجوان نے کہا میں تو کسی کو بھی شفا نہیں دیتا۔ شفا تو محض اللہ تعالیٰ دیتے ہیں۔ اگر اللہ پر ایمان قبول کر لو تو میں دعا کروں گا اور اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیں گے۔ وہ شاہی ہم نشین اللہ پر ایمان لے آیا اور (اس نوجوان نے اس کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا عطا فرما دی۔

پھر یہ مابعد الطبعی علاج صرف معجزے اور کرامت کے ساتھ خاص نہیں۔ امت کو بھی یہ طریقہ علاج بتایا گیا ہے اگرچہ معجزہ اور کرامت کے مقابلہ میں اس کا دائرہ کار عام تکلیفیں ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اصل مؤثر (Real effective) تو اللہ کی ذات وصفات ہیں یعنی اللہ کا نام اور اس کا کلام۔ دوا میں جو خواص رکھے ہیں ان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے لیکن ان کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کے محتاج نہیں ہو گئے اور نہ ہی معطل ہو گئے بلکہ وہ اپنی تمام صفات کاملہ (Perfect Attributes) کے ساتھ قائم ہیں۔ کچھ بھی کرنے کے لئے ان کا صرف ارادہ ہی کرنا کافی ہوتا

ہے۔تو صحت کے لئے بندے کا اللہ تعالیٰ سے صرف دعا کرنا ہی معقول بات ہے۔

دعا اور دم وغیرہ کے ذریعہ علاج

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَرُّوا بِمَاءٍ فِيهِ لَدِيغٌ أَوْسَلِيمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنَ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ فَإِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيغًا أَوْسَلِيمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَاءٍ فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلٰى أَصْحَابِهٖ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے کچھ اصحاب کا ایک پانی پر گزر ہوا (جس کے پاس عرب کا ایک قبیلہ آباد تھا۔اس قبیلہ کے یعنی) وہاں کے لوگوں کے سردار کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا تھا۔اس قبیلہ کا ایک شخص ان صحابہ کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے کیونکہ قبیلہ کے سردار کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا ہے۔ان میں سے ایک صاحب گئے اور کچھ بکریوں کے عوض سورہ فاتحہ پڑھ پڑھ کر دم کیا۔وہ سردار ٹھیک ہو گیا (اور ان صحابی کو بکریاں مل گئیں)۔یہ صحابی بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنِ اشْتَكٰى مِنْكُمْ شَيْئًا أَوِ اشْتَكَاهُ أَخٌ لَّهُ فَلْيَقُلْ رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اِسْمُکَ وَ أَمْرُکَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَاغْفِرْلَنَا حُوْبَنَا وَ خَطَايَانَا أَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِکَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِکَ عَلٰى هٰذَا الْوَجْعِ فَيَبْرَأُ بِإِذْنِ اللّٰهِ. (ابوداود).

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف ہو یا اس کے بھائی کو تکلیف ہو تو وہ یوں کہے۔ رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اِسْمُکَ وَأَمْرُکَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحْمَتُکَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَکَ فِي الْأَرْضِ وَاغْفِرْلَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَا نَا أَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِکَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَاءِ کَ عَلٰى هٰذَا الْوَجْعِ.

ہمارا رب اللہ ہے جو آسمان میں ہے۔اے اللہ تیرا نام مقدس ہے اور آسمان و زمین

میں تیرا ہی حکم چلتا ہے۔ جیسے آسمان میں تیری رحمت ہے تو زمین میں بھی اپنی رحمت کر۔ اے اللہ تو ہمارے گناہ ......اور ہمارے خطاؤں کو بخش دے تو ہی تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اس تکلیف پر اپنے پاس سے اپنی رحمت اور اپنی شفا سے شفا نازل فرما۔

اس پر اللہ کے حکم سے شفا ہوگی۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِی الْعَاصِ أَنَّهٗ شَکَا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجْعًا یَجِدُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ مُنْذُ أَسْلَمَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ضَعْ یَدَکَ عَلٰی الَّذِیْ تَأَلَّمَ مِنْ جَسَدِکَ وَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّمَا أَجِدُ وَ أُحَاذِرُ. (مسلم) وَفِیْ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ فَأَذْهَبَ اللّٰهُ مَا کَانَ بِیْ.

حضرت عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ جب سے وہ مسلمان ہوئے ہیں اس وقت سے اپنے جسم میں درد پاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اپنا ہاتھ اپنی تکلیف کی جگہ رکھو اور تین مرتبہ بسم اللہ کہو اور سات مرتبہ یہ کلمات کہو **اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّمَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ.** (میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جو میں پاتا ہوں اور جس سے میں ڈرتا ہوں)۔ حضرت عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے میری تکلیف دور فرما دی

عَنْ عائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اشْتَکَی الْإِنْسَانُ أُوْکَانَتْ بِهٖ قُرْحَةٌ أَوْجَرْحٌ قَالَ بِإِصْبَعِهٖ هٰکَذَا وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِیْقَةِ بَعْضِنَا لِیَشْفِیَ سَقِیْمَنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا. (بخاری و مسلم).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب کوئی شخص بیمار ہوتا یا اس کے پھوڑا یا زخم ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنی انگلی کو اپنا لعاب لگا کر اس کو مٹی سے چھوتے تھے اور پھر اس کو زخم و تکلیف کی جگہ ملتے ہوئے یوں فرماتے تھے۔ **بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِیْقَةِ بَعْضِنَا لِیَشْفِیَ سَقِیْمَنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.** (اللہ کے نام کے ساتھ یہ دوا کے طور پر ہماری زمین کی مٹی ہے ہم سے ایک کے لعاب کے ساتھ تا کہ ہمارے رب کے حکم سے یہ ہمارے بیمار کو شفا دے)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ إِذْ سَجَدَ فَلَدَغَتْهُ

عَقْرَبُ فِیْ إِصْبَعِهٖ فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ نَبِيًّا وَلَا غَيْرَهٗ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ وَمِلْحٌ فَجَعَلَ يَضَعُ مَوْضِعَ اللَّدْغَةِ فِی الْمَاءِ وَالْمِلْحِ وَيَقْرَأُ. قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ حَتّٰى سَكَنَتْ. (ابن ابی شیبه)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھتے ہوئے جب سجدہ کیا تو ایک بچھو نے آپ کی انگلی کو ڈس لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا اور فرمایا اللہ بچھو پر لعنت فرمائے یہ (ایذاء دینے میں) نہ نبی کو چھوڑے نہ غیر نبی کو چھوڑے۔ پھر آپ نے ایک برتن میں پانی اور نمک منگوایا۔ پھر آپ نے ڈسی ہوئی جگہ کو نمک اور پانی میں ڈالتے رہے اور سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد اور معوذتین پڑھتے رہے یہاں تک آپ کی تکلیف کو سکون آ گیا۔

عَنْ عَلِّيٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْآنُ. (ابن ماجه)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین دوا قرآن ہے۔

بے خوابی (insomnia) کا علاج

اگر سوتے میں نیند اچٹ جائے تو

1- اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَ مَا اَظَلَّتْ وَ رَبَّ الْاَرْضِيْنَ وَ مَا اَقَلَّتْ وَ رَبَّ الشَّيَاطِيْنُ وَ مَا اَضَلَّتْ كُنْ لِیْ جَارًا مِن شَرِّ خَلْقِکَ اَجْمَعِيْنَ اَنْ يُفْرِطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِنْهُمْ وَ اَنْ يَطْغٰى جَارُکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ.

اے اللہ ساتوں آسمانوں اور ہر اس مخلوق کے پروردگار جس پر وہ سات آسمان سایہ فگن ہیں اور زمینوں اور ہر اس مخلوق کے پروردگار جس کو وہ زمینیں اٹھائے ہوئے ہیں اور تمام شیطانوں اور ان لوگوں کے پروردگار جن کو ان شیاطین نے گمراہ کیا ہے تو اپنی تمام مخلوق کے شر سے میرا محافظ اور پناہ دہندہ بن جا کہ (مبادا) ان میں سے کوئی مخلوق مجھ پر زیادتی کرے یا ظلم کرے۔ تیرا پناہ دیا ہوا شخص ہی غالب اور محفوظ رہتا ہے اور تیرا نام ہی برکت (وعظمت) والا ہے۔

2- اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَ هَدَأَتِ الْعُيُوْنُ وَ اَنْتَ حَیٌّ قَيُّوْمٌ لَا تَاخُذُکَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ اَهْدِئْ لَيْلِیْ وَ اَنِمْ عَيْنِیْ.

اے اللہ (آسمان پر) ستارے بھی چھپ گئے اور (زمین پر) آنکھیں بھی نیند میں

ڈوب گئیں اور تو ہی (ہمیشہ) زندہ رہنے والا اور (سب کو) قائم رکھنے والا نگہبان ہے۔ تجھے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اے حی و قیوم پروردگار تو میری رات کو بھی پرسکون بنا دے اور میری آنکھوں کو بھی نیند بخش دے۔

نظر لگنے کا بیان

مسئلہ: نظر کا واقعی وجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْعَیْنُ حَقٌّ وَلَوْ کَانَ شَیْءٌ سَابَقَ الْقَدْرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَیْنُ (مسلم)

نظر واقعی چیز ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاسکتی تو نظر اس پر سبقت لے جاتی۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَلْعَیْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَ تُدْخِلُ الْجَمَلَ الْقِدْرَ (ابن عدی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نظر (دیگر بیماریوں کی طرح ایک سبب ہے جو آدمی کی موت کا باعث بن کر اس) کو قبر میں داخل کر دیتی ہے اور اونٹ (کو موت کے قریب کر کے اس کے ذبح کا باعث بنتی ہے اور اس کے گوشت) کو دیگ میں داخل کر دیتی ہے۔

عَن أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهُ وُلْدُ جَعْفَرٍ یَسْرَعُ إِلَیْهِمُ الْعَیْنُ أَفَأَسْتَرْقِیْ لَهُمْ قَالَ نَعَمْ فَإِنَهُ لَوْکَانَ شَیْءٌ سَابَقَ الْقَدْرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَیْنُ. (احمد و ترمذی)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جعفر کے بچوں کو نظر لگ جاتی ہے۔ کیا میں ان کو دم کر دیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور اگر کوئی شے قضاء پر سبقت لے جاسکتی تو نظر اس پر سبقت لے جاتی (اور اس کی وجہ سے موت آجاتی ہے)۔

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ قَالَ رَأٰی عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ سَهْلَ بْنَ حُنَیْفٍ یَغْتَسِلُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا رَأَیْتُ کَالْیَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ قَالَ فَلُبِطَ سَهْلٌ فَأُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِیْلَ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَکَ فِیْ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ وَاللّٰهِ مَایَرْفَعُ رَاسَهٗ فَقَالَ هَلْ تَتَّهِمُوْنَ لَهٗ أَحَدًا فَقَالُوْا نَتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ رَبِیْعَةَ قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامِرًا فَتَغَلَّظَ عَلَیْهِ وَ قَالَ عَلَامَ یَقْتُلُ أَحَدُکُمْ أَخَاهُ أَلَّا بَرَّکْتَ. (شرح السنة)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے سہل بن

حنیف رضی اللہ عنہ کو غسل کرتے دیکھا تو کہا اللہ کی قسم نہ تو میں نے آج کا سا دن (پہلے) دیکھا اور نہ ہی سہل بن حنیف کی جلد کی طرح نرم و ملائم کسی کنواری کی جلد دیکھی۔ اسی وقت سہل زمین پر گر پڑے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کیلئے آپ کے پاس کچھ علاج ہے۔ اللہ کی قسم وہ تو اپنا سر بھی نہیں اٹھاتے۔ آپ ﷺ نے یہ اندازہ کر کے کہ سہل کو کسی کی نظر لگی ہے پوچھا کہ تم اس (کو نظر لگنے) کا کس کو ذمہ دار سمجھتے ہو تو لوگوں نے جواب دیا کہ ہم عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے عامر کو بلوایا اور ان سے ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کس بنا پر تم میں سے ایک اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے تم نے بَارَکَ اللّٰہُ عَلَیْکَ کیوں نہیں کہا۔ اب تم سہل کیلئے اپنے اعضاء کا دھوون دو تو عامر نے ان کیلئے ایک تسلے میں اپنا چہرا اور بازو اور کہنیاں اور گھٹنے اور پاؤں اور شرمگاہ دھوئی۔ پھر وہ پانی سہل کے اوپر ڈالا گیا تو وہ فوراً ہوش میں آ گئے اور ان کی قوت بحال ہو گئی اور وہ لوگوں کے ساتھ چل دیے کہ ان کو کچھ تکلیف نہ تھی۔

مسئلہ: نظر جہاں انسانوں کی لگ سکتی ہے وہیں جنوں کی بھی لگ سکتی ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأٰى فِيْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سُعْفَةٌ نَعْنِيْ صُفْرَةً فَقَالَ اِسْتَرْقُوْا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ. (بخاری و مسلم)

1- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں ایک بچی کے چہرے پر سعفہ (جن کی نظر) کے اثرات دیکھے تو فرمایا اس کیلئے جھاڑ پھونک کرو کیونکہ اس کو جنات کی نظر لگی ہے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ. (ترمذی)

2- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جنوں سے اور انسان کی نظر سے پناہ مانگتے تھے۔

مسئلہ: نظر صرف دیکھنے ہی سے نہیں لگتی بلکہ چونکہ یہ حسد کی ایک نفسیاتی کیفیت ہوتی ہے جو دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص نابینا ہو اور اس کے سامنے دوسرے کے اوصاف و حالات بیان کیے جائیں جن کو سن کر اس کے اندر حسد کی نفسیاتی

کیفیت پیدا ہو اور اس کے ذریعے سے وہ اس دوسرے شخص پر اثر انداز ہو۔

مسئلہ: کبھی بغیر قصد و ارادہ کے بھی یہ نفسیاتی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے بلکہ آدمی کی طبعیت ہی بن جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کے قصد و ارادہ کے بغیر بھی دوسروں کو نظر لگ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اس کے شر سے بچنے کیلئے اس شخص کو کسی مکان میں نظر بند کر دیا جائے اور اگر وہ غریب ہو تو اس کیلئے خرچہ و وظیفہ مقرر کر دیا جائے یہاں تک کہ اس کو موت آ جائے۔

مسئلہ: جس شخص کو معلوم ہو یا اس کو ڈر ہو کہ اس کی نظر لگتی ہے تو اس کو چاہیے کہ جب وہ کوئی خوش کن چیز وغیرہ دیکھے تو

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلَيْهِ يا مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

کہے۔ ان دعائیہ کلمات کا صدور مذکورہ کیفیت کے ٹوٹنے ہی پر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا فوراً ان کلمات کو کہنے سے وہ کیفیت ہی پیدا نہ ہوگی یا اگر کچھ ہوگی بھی تو ضعیف و غیر مضر ہوگی۔

مسئلہ: جس شخص کی نظر لگی ہے اس سے جب اس کا دھوون (پانی جس سے اعضاء دھوئے ہوں) طلب کیا جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ دے کیونکہ حدیث میں ہے

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ...... وَاِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا. (مسلم)

نبی ﷺ نے فرمایا جب تم سے دھوون مانگا جائے تو تم دو۔

اور اگر نہ دے تو اس پر اس کیلئے جبر کیا جا سکتا ہے۔

دھوون کی تفصیل یہ ہے

فَغَسَلَ لَهُ عَامِرٌ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَ أَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَ دَاخِلَةَ إِزَارِهِ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ صُبَّتْ عَلَيْهِ فَرَاحَ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ لَهُ بَاسٌ (شرح السنة)

(اوپر کے قصہ میں) عامر بن ربیعہ نے (جن کی نظر سہل کو لگی تھی) ایک ٹب میں اپنا چہرہ دھویا اور اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں کہنیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں دھوئے اور اپنی شرمگاہ دھوئی۔ پھر وہ دھوون سہل بن حنیف (کی پشت کی جانب سے ان کے سر پر ڈالا گیا تو وہ ایک دم ٹھیک ٹھاک ہو کر لوگوں کے ساتھ چل دیئے اور ان کو کچھ تکلیف نہ رہی۔

مسئلہ: مختلف قسم کی دعاؤں سے بھی نظر اتارنی منقول ہے۔ مثلاً

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَ هَامَّةٍ وَمِنْ شر كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ
(حصن حصین)

میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں ہر شیطان اور زہریلی بلا کے شر سے اور ہر لگنے والی نظر بد کے شر سے۔

ولادت سے پہلے بچے کی جنس معلوم ہونا

قرآن پاک کی سورہ لقمان کی آخری آیت ہے

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهِ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ 0

ترجمہ: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں اور کسی جان کو نہیں معلوم کہ کل کو کیا کیا کرے گا اور کسی کو بھی خبر نہیں کہ کس زمین میں مرے گا۔

اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا علم کہ رحم میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہوسکتا ہے حالانکہ موجودہ طبی سائنس کی ترقی سے انسان اب اس قابل ہو چکا ہے کہ مختلف تجربات کے ذریعہ سے رحم میں موجود جنین کی جنس کی تعیین کر سکے۔

اس اشکال کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مَا فِى الْاَرْحَامِ کے علم کو اس کے لڑکے یا لڑکی ہونے میں محدود سمجھ لیا گیا حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ احادیث اور تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے اس علم کی بہت سی تفصیلات ہیں جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں

وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ کی تفسیر کے تحت لکھا ہے کہ ای ا ذکر ام انثی ا تام ام ناقص و کذلک ما سوی ذلک من الاحوال

(ترجمہ: یعنی یہ کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے۔ وہ تام الخلقت ہے یا ناقص الخلقت ہے اور اسی طرح اور دیگر حالات)

اور دیگر حالات سے کیا مراد ہے؟ اس کی تفصیل ایک حدیث میں ملتی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُوْلُ يَا

رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثٰی شَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَ الْأَجَلُ فَيُكْتَبُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ فَحِيْنَئِذٍ يَعْلَمُ بِذٰلِكَ الْمَلَكُ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ خَلْقِهِ عَزَّوَجَلَّ. (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی رحم پر ایک فرشتے کو مقرر فرما دیتے ہیں جو کہتا (جاتا) ہے۔اے میرے رب یہ (اب) نطفہ ہے۔اے میرے رب یہ (اب) علقہ یعنی جما ہوا خون ہے۔اے میرے (رب) یہ اب مضغہ یعنی گوشت کا لوتھڑا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ جنین کی خلقت کو پورا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو فرشتہ پوچھتا ہے۔ یہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے۔ بد بخت ہے یا نیک بخت ہے۔(اس کا) رزق کتنا ہے اور اس کی عمر کیا ہے؟ جبکہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو یہ امور لکھ دیے جاتے ہیں۔ پس اس وقت ان امور کا اس فرشتے کو اور اللہ عز وجل کی مخلوق میں سے جس کو اللہ چاہتے ہیں علم ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ بات حاصل ہوئی۔

مَا فِي الْأَرْحَامِ: کے علم سے مراد ہے اس مجموعہ معلومات کو جاننا کہ رحم میں موجود جنین کی جنس کیا ہے؟ اس کا رنگ کیا ہے۔اس کی خلقت یعنی جسمانی بناوٹ مکمل ہے یا ناقص ہے۔ اس کی عمر کتنی ہوگی۔اس کا رزق کتنا ہوگا۔وہ نیک بخت یعنی جنتی ہوگا یا جہنمی ہوگا۔ان باتوں کا علم فرشتہ کو بھی ایک مدت کے بعد ہوتا ہے۔

مذکورہ مجموعہ معلومات کو اپنے طور پر جاننا انسان کے بس کی بات نہیں۔اس مجموعہ کی ایک دو باتوں کے جان لینے کو ظاہر ہے کہ مجموعے کو جاننا نہیں کہتے۔

بیماری میں ابتلاء کی حکمت

گناہوں سے مغفرت

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ. (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کو جو بھی زخم وتکلیف اور فکر وحزن وغم پہنچے یہاں تک کہ کوئی کانٹا بھی اس کو چبھے تو اس کے بدلے میں اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی أُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَا لَکِ تُزَفْزِفِیْنَ قَالَتْ اَلْحُمّٰی لَا بَارَکَ اللّٰهُ فِیْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّیَّ الْحُمّٰی فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَایَا بَنِیْ آدَمَ کَمَا یُذْهِبُ الْکِیْرُ خُبْثَ الْحَدِیْدِ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو انکی حالت دیکھ کر ان سے پوچھا تم کپکپا کیوں رہی ہو۔ انہوں نے جواب دیا بخار (کی وجہ سے)، اللہ اس میں برکت نہ رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو کیونکہ یہ اولادآدم کے گناہ اسی طرح دور کرتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا یُصِیْبُ عَبْدًا نَکْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا أَوْ دُوْنَهَا إِلَّا بِذَنْبٍ وَ مَا یَعْفُو اللّٰهُ تَعَالٰی أَکْثَرُ وَ قَرَأَ وَمَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ یَعْفُوْعَنْ کَثِیْرٍ. (ترمذی)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندے کو جو بھی چھوٹی بڑی تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے گناہ کے سبب سے پہنچتی ہے اور جن گناہوں سے اللہ تعالیٰ درگزر فرماتے ہیں وہ زیادہ ہوتے ہیں اور آپ نے یہ آیت پڑھی: وَمَا أَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ أَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ.

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَیْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِی الدُّنْیَا وَ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَکَ عَنْهُ بِذَنْبِهٖ حَتّٰی یُوَافِیَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ. (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دنیا ہی میں سزا دے لیتے ہیں اور جب اللہ اپنے بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہ کا بدلہ اس سے روک لیتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کو (اس کے گناہوں کی) پوری سزا دیتے ہیں۔

رفع درجات

عَنْ خَالِدِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلُهُ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ فِيْ جَسَدِهٖ أَوْ فِيْ مَالِهٖ أَوْ فِيْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى يُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللّٰهِ. (ابو داؤد)

خالد سلمی رحمہ اللہ کے والد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندے کے لئے اللہ کی جانب سے بلند مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن اس کے عمل اتنے نہیں ہوتے کہ اس تک پہنچ سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے جسم یا اس کے مال یا اس کی اولاد میں آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں پھر اس کو اس آزمائش میں صبر عطا فرماتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ کی جانب سے لکھے ہوئے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ عُظْمَ الْجَزَاءِ مَعَ عُظْمِ الْبَلَاءِ. (ابن ماجه)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بڑا انعام بڑی آزمائش کے ساتھ ہوتا ہے۔

اصلاح احوال واعمال

عَنْ عَامِرِ الرَّامِ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْأَسْقَامَ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ عَافَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضٰى مِنْ ذُنُوْبِهٖ وَ مَوْعِظَةً فِيْمَا يَسْتَقْبِلُ وَإِنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرِضَ ثُمَّ أُعْفِيَ كَانَ كَالْبَعِيْرِ عَقَلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ أَرْسَلُوْهُ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقَلُوْهُ وَلِمَ أَرْسَلُوْهُ. (ابو داؤد)

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیماریوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مومن جب بیمار ہوتا ہے پھر اللہ عزوجل اس کو صحت عطا فرماتے ہیں تو یہ بیماری اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ اور آئندہ کے لئے نصیحت بنتی ہے۔ اس کے برعکس منافق جب بیمار ہوتا ہے اور پھر تندرست ہوتا ہے تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہوتی ہے کہ اس کو اس کے مالک نے باندھ دیا ہو پھر کھول دیا ہو اور اونٹ کو کچھ سمجھ نہیں ہوتی کہ اس کو کیوں باندھا تھا اور کیوں کھول دیا۔

مریض کو فائدہ رضا بالقضا میں ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَ جَلَّ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا اِبْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَ مَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ. (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل جب کچھ لوگوں کو پسند کرنا چاہتے ہیں تو ان کو تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں تو جو تکلیف پر راضی ہوئے ہیں ان سے اللہ راضی ہوتے ہیں اور جو اللہ کی قضا پر راضی نہیں ہوتے اللہ ان سے ناراض ہوتے ہیں۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ وَالصُّنَابِحِيِّ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلٰى رَجُلٍ مَرِيْضٍ يَعُوْدَانِهِ فَقَالَا لَهُ كَيْفَ أَصْبَحْتَ قَالَ أَصْبَحْتُ بِنِعَمِهِ قَالَ شَدَّادٌ أَبْشِرْ بِكَفَّارَاتِ السَّيِّاٰتِ وَحَطِّ الْخَطَايَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُوْلُ إِذَا أَنَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنًا فَحَمِدَنِيْ عَلٰى مَا ابْتَلَيْتُهُ فَإِنَّهُ يَقُوْمُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الْخَطَايَا وَيَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى أَنَا قَيَّدْتُّ عَبْدِيْ وَ ابْتَلَيْتُهُ فَأَجْرُوْا لَهُ مَا كُنْتُمْ تُجْرُوْنَ لَهُ وَهُوَ صَحِيْحٌ. (احمد)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اور حضرت صنابحی رضی اللہ عنہ ایک بیمار شخص کی عیادت کے لئے اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا کہ صبح کس حال میں کی؟ اس نے جواب دیا کہ بڑی نعمت یعنی اللہ کی قضاء پر رضا و تسلیم کے ساتھ کی۔ اس پر حضرت شداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں گناہوں کے کفاروں اور خطاؤں کے مٹنے کی خوشخبری ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میں جب اپنے بندوں میں سے کسی مومن بندے کو دکھ و تکلیف میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس ابتلا پر میری تعریف کرتا ہے تو وہ اپنے بستر علالت سے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک وصاف اٹھے گا جس دن کہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندے کو بیماری میں مبتلا کیا اور اس کی آزمائش کی تو (اے فرشتو) تم اس کے لئے وہی اجر لکھو جو اس کے لئے صحت کی حالت میں لکھتے تھے۔

بیماری پر اجر تکلیف کے بقدر ملتا ہے

عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَیُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ اَلْأَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَ مْثَلُ یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی حَسْبِ دِیْنِہٖ فَإِنْ کَانَتْ فِیْ دِیْنِہٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاؤُہٗ وَإِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ رِقَّۃٌ ھُوِّنَ عَلَیْہِ فَمَا زَالَ کَذٰلِکَ حَتّٰی یَمْشِیَ عَلٰی أَرْضٍ مَا لَہٗ ذَنْبٌ. (ترمذی)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے سخت مصیبت و تکلیف کس کو پیش آتی ہے۔ آپ نے فرمایا انبیاء کو پھر جوان کے مشابہ ہیں اور اس کے بعد جوان کے مشابہ ہیں۔ آدمی کی آزمائش اس کی دینداری کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر وہ دین میں پختہ ہے تو اس کی آزمائش و تکلیف بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ دین میں کمزور ہے تو اس کی تکلیف و آزمائش ہلکی ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ ایسے ہی چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس پر کچھ گناہ باقی نہیں رہتا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ ھُوَ یُوْعِکَ فَمَسَسْتُہٗ بِیَدِیْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّکَ لَتُوْعَکُ وَعْکاً شَدِیْدًا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَجَلْ إِنِّیْ أُوْعَکُ کَمَا یُوْعَکُ رَجُلَانِ مِنْکُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذٰلِکَ لِأَنَّ لَکَ أَجْرَیْنِ فَقَالَ أَجَلْ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ کو بخار تھا میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو تو سخت بخار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں مجھے بخار کی حرارت اتنی شدید ہوتی ہے جتنی کہ تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا کہ ایسا اس لئے ہے کہ آپ کو دوگنا اجر ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

آب زمزم

یہ جنت کے چشمہ کا پانی ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ زَنْجِیًّا وَقَعَ فِیْ زَمْزَمَ فَمَاتَ قَالَ فَأَنْزَلَ إِلَیْہِ رَجُلًا فَأَخْرَجَہٗ ثُمَّ قَالَ لِلَّذِیْ فِی الْبِئْرِضَعْ دَلْوَکَ مِنْ قِبَلِ الْعَیْنِ الَّتِیْ تَلِی الْبَیْتَ أَوِ الرُّکْنَ فَإِنَّھَا مِنْ عُیُوْنِ الْجَنَّۃِ. (ابن ابی شیبہ)

ایک زنگی زمزم کے کنویں میں گر کر مر گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نیچے کنویں میں اترنے کا حکم دیا۔ اس شخص نے زنگی کی لاش کو نکالا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کنویں میں اترے ہوئے شخص سے فرمایا کہ تم اپنے ڈول کو اس چشمے کی طرف رکھو جو بیت اللہ یا (اس کے ایک حصے میں رکھے گئے) حجر اسود کی طرف کو ہے کیونکہ یہ جنت کے چشموں میں سے ہے۔

اس میں رسول اللہ کے لعاب کی آمیزش ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلٰى زَمْزَمَ فَنَزَعْنَا لَهُ دَلْوًا فَشَرِبَ ثُمَّ مَجَّ فِيْهَا ثُمَّ أُفْرَغْنَاهَا فِيْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ فَمَضْمَضَ ثُمَّ مَجَّ فِي الدَّلْوِ وَأَمَرَ فَأُهْرِيْقَ فِيْ زَمْزَمَ. (اخبار مكة).

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (حج وداع کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم کے کنویں پر آئے۔ ہم نے آپ کے لئے (زمزم کے پانی کا) ایک ڈول نکالا۔ آپ نے (اس ڈول میں سے) کچھ پیا پھر آپ نے (زمزم کے پانی سے) کلی (کی اور اس) کا پانی ڈول میں ڈال دیا اور حکم دیا (کہ وہ ڈول کنویں میں ڈال دیا جائے) تو ہم نے ڈول کا پانی کنویں میں ڈال دیا۔

جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک میں شفا ہے

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ...... فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ فَأَرْسِلُوْا إِلَيْهِ فَأْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَ دَعَا لَهُ فَبَرَءَ حَتّٰى كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ. (بخارى)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائیں گے۔ جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ہر ایک یہی امید رکھتا تھا کہ اس کو جھنڈا دیا جائے گا۔ آپ

ﷺ نے پوچھا علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔لوگوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ان کی دونوں آنکھیں دکھ رہی ہیں۔آپ نے فرمایا کہ ان کو بلواؤ اور ان کو میرے پاس لے کر آؤ۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے ان کی دونوں آنکھوں میں اپنا لعاب ڈالا اور ان کے لئے دعا کی۔ وہ بالکل ٹھیک ہوگئے اور ایسے ہوگئے گویا کہ ان کو کچھ تکلیف نہ تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا۔

آب زمزم کی خصوصیات

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ مَاءٍ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيْهِ طَعَامُ الطُّعْمِ وَشِفَاءُ السُّقْمِ. (طبرانی فی الکبیر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روئے زمین پر سب سے بہتر پانی آب زمزم ہے۔اس میں آدمی کی سیری کا کھانا ہے اور بیماری سے شفا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ. (احمد و ابن ماجه)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آب زمزم جس غرض سے پیا جائے وہ اس کے لئے مفید ہے۔

آب زمزم مکمل غذا کا کام دیتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ فَأَتَيْتُ مَكَّةَ ...... فَأَتَيْتُ زَمْزَمَ ...... وَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا وَلَقَدْ لَبِثْتُ يَا ابْنَ أَخِيْ ثَلَا ثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَ يَوْمٍ مَا كَانَ لِيْ طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِيْ وَمَا وَجَدْتُّ عَلٰى كَبِدِيْ سَخْفَةَ جُوْعٍ ...... وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَطَافَ بِالْبَيْتِ ......ثُمَّ صَلّٰى فَلَمَّا قَضٰى صَلَا تَهٗ قَالَ أَبُوْذَرٍّ فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلَ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ فَقُلْتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَكَانَ أَعْلَمَ بِهٖ مِنِّيْ ثُمَّ رَفَعَ رَاسَهٗ فَقَالَ مَتٰى كُنْتَ هٰهُنَا قَالَ قَدْ كُنْتُ هٰهُنَا ثَلَا ثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ قَالَ فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ قَالَ قُلْتُ مَا كَانَ لِيْ طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ

فَسَمِنْتُ حَتّٰی تَکَسَّرَتْ عُکَنُ بَطْنِیْ وَمَا أَجِدُ عَلٰی کَبِدِیْ سَخْفَۃَ جُوْعٍ قَالَ إِنَّہَا مُبَارَکَۃٌ إِنَّہَا طَعَامُ طُعْمٍ (مسلم)

عبداللہ بن صامت رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ (جب) میں مکہ (مکرمہ) آیا تو زمزم کے کنویں پر آیا اور اس کا پانی پیا اور کہا کہ اے بھتیجے میں پندرہ دن (اور پندرہ) رات رہا میرے لئے سوائے آب زمزم کے کھانے کو کچھ بھی نہ تھا۔ میں موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کے شکنیں پڑ گئیں اور میں نے اپنے پیٹ میں بھوک کی وجہ سے ہونے والی لاغری (بالکل بھی) نہ پائی ...... پھر ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حجر اسود کا بوسہ لیا اور بیت اللہ کا طواف کیا پھر نماز پڑھی۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو سب سے پہلے میں نے ہی آپ کو اسلامی طریقے پر سلام کیا اور کہا اے اللہ کے رسول **السلام علیک**. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **و علیک و رحمۃ اللہ** (تم پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو) پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا تم یہاں کتنے عرصہ سے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ میں یہاں پندرہ دن سے ہوں۔ آپ نے پوچھا تمہیں کھانا کون کھلاتا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ میرے پاس سوائے آب زمزم کے کھانے کو کچھ بھی نہ تھا۔ وہ پی کر تو میں موٹا ہو گیا ہوں اور میرے پیٹ کی شکنیں پڑ گئی ہیں اور میں بھوک کی کچھ لاغری نہیں پاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ بابرکت پانی ہے اور اس میں آدمی کی سیری بھر غذا ہے۔

علامہ ابن قیم (متوفی 751ھ) کا مشاہدہ

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

شاھدت من یتغذی بہ. ماء زمزم ...... الایام ذوات العدد قریبا من نصف الشھر و اکثر ولایجد جوعا ویطوف مع الناس کا حدھم و اخبرنی انہ ربما بقی علیہ اربعین یوما (زاد المعاد)

میں نے ایک صاحب کو دیکھا جو پندرہ دن بلکہ اس سے بھی زیادہ صرف آب زمزم پیتے رہے اور کچھ بھوک محسوس نہ کرتے تھے اور عام لوگوں کی طرح ہمت کے ساتھ طواف کرتے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ کبھی کبھی تو وہ چالیس دن تک صرف آب زمزم پر گزارا کرتے ہیں۔

آب زمزم میں شفا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ فَإِنْ شَرِبْتَهُ تَسْتَشْفِيْ بِهٖ شَفَاکَ اللّٰهُ. (حاکم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آب زمزم جس غرض سے پیا جائے اس کے لئے مفید ہوتا ہے۔ اگر تم اس کو اس سے شفا حاصل کرنے کے لئے پیو تو اللہ تعالیٰ تم کو شفا عطا فرمائیں گے۔

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَحْمِلُ مَاءَ زَمْزَمَ وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَفْعَلُهُ وزاد فی روایة حَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم زَمْزَمَ فِي الْأَدَاوِي وَالْقِرَبِ وَكَانَ يَصُبُّ عَلَى الْمَرْضٰى وَيَسْقِيْهِمْ. (سنن بیهقی).

عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ آب زمزم مدینہ منورہ لے جاتی تھیں اور بتاتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے اور ایک روایت یہ مزید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برتنوں میں اور مشکیزوں میں زمزم لے جاتے تھے اور اس کو مریضوں پر چھڑکتے تھے اور ان کو پلاتے (بھی) تھے۔

عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ قَالَ كُنْتُ أُجَالِسُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ بِمَكَّةَ فَأَخَذَتْنِي الْحُمّٰى فَقَالَ أَبْرِدْهَا عَنْکَ بِمَاءِ زَمْزَمَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ هِيَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ أَوْقَالَ بِمَاءِ زَمْزَمَ شَكَّ هَمَّامٌ (بخاری)

وفی روایة للامام احمد فی المسند بِدُوْنِ شَكِّ لَفْظٍ فَأَبْرِدُوْهَا بِمَاءِ زَمْزَمَ.

ابو جمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا۔ (ایک مرتبہ) مجھے بخار ہوا تو انہوں نے فرمایا اپنے سے بخار کو آب زمزم سے ٹھنڈا کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (تیز) بخار جہنم کی تپش سے ہوتا ہے تو تم اس کو زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

علامہ ابن قیم کا تجربہ

قال الامام ابن القیم رحمه الله

”وقد جربت انا و غیری من الاستشفاء بماء زمزم امورا عجیبة و استشفیت به عدة امراض فبرأت باذن الله“. (زاد المعاد)

”ولقد مر بی وقت بمکة سقمت فیه وفقدت الطبیب و الدواء فکنت اتعالج بماء زمزم بقوله تعالی ایاک نعبدو ایاک نستعین آخذ شربة من ماء زمزم و اقرؤھا علیھا مرارا ثم اشربه فوجدت بذلک البرء التام ثم صرت اعتمد ذلک عند کثیر من الاوجاع فانتفع به غایة الانتفاع“. (زاد المعاد)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں

میں نے اور دوسرے لوگوں نے آب زمزم کے ذریعہ علاج میں عجیب باتوں کا تجربہ کیا اس کے ذریعہ میں نے بہت سے امراض کا علاج کیا اور اللہ کے حکم سے شفا پائی۔

مکہ مکرمہ میں مجھ پر ایسا وقت بھی آیا کہ میں بیمار پڑ گیا اور نہ کوئی طبیب ملا نہ کوئی دوا ملی۔ تو میں آب زمزم سے علاج کرتا رہا۔ میں زمزم کا کچھ پانی لے کر اس پر چند مرتبہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وِ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتا (اور دم کرتا) پھر اس پانی کو پی لیتا تھا۔ اس طرح سے مجھے مکمل شفایابی حاصل ہوئی۔ آئندہ پھر بہت سی تکلیفوں میں میں نے صرف آب زمزم کو بطور دوا استعمال کیا اور بھرپور فائدہ حاصل کیا۔

سوال:

آب زمزم سے شفا حاصل ہونے کی حدیثیں اپنی جگہ برحق اور اس سے متعلق واقعات بھی اپنی جگہ صحیح لیکن مشاہدہ ہے کہ علاج کی نیت سے بہت سے لوگ آب زمزم پیتے ہیں پھر بھی ان کو شفا حاصل نہیں ہوتی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:

1- بہت سے لوگ دل کے یقین کے ساتھ اس کا استعمال نہیں کرتے بلکہ تجربہ یا امتحان کے طور پر پیتے ہیں یا پھر دل میں کچھ تردد ہوتا ہے۔ غرض آب زمزم کا فائدہ اس وقت حاصل ہو گا جب رسول اللہ ﷺ کی بات پر پورا یقین ہو اور دل اس پر مطمئن ہو کہ آب زمزم اس کی بیماری کے لئے مکمل دوا ہے۔

2- مکمل دوا ہونے کے باوجود بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی جانب سے بیماری کے دور

ہونے کا حکم نہیں ہوتا جیسا کہ اور دواؤں میں بھی دیکھا جاتا ہے۔

آب زمزم پیتے وقت کی دعا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آب زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

أَللّٰهُمَّ إِنِّیۡ أَسۡئَلُکَ عِلۡمًا نَافِعًا وَ رِزۡقًا وَّاسِعًا وَشِفَاءً مِنۡ کُلِّ دَاءٍ. (ابن ماجه)

یا اللہ میں آپ سے نفع دینے والے علم اور فراخ روزی اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔